حرکۃ المجاہدین العلماء فی العراق

٦٢٢

شہید کی باتیں

شہید رابع السید محمد باقر الصدر

ناشر

مجاہدین عراق پاکستان

پیش لفظ

شہید کا معاشرے پر عظیم احسان ہوتا ہے۔ شہید اپنی ہستی کو آگاہانہ طور پر راہِ خدا میں قربان کر کے دوام حاصل کر لیتا ہے۔ اللہ کے حضور سے ایسی زندگی پاتا ہے کہ اسے رزق بھی ملتا رہتا ہے۔ معاشرے کے اندر اپنے لافانی پیغام اور ولولہ انگیزی کی بدولت روح کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے جس کی رہبری میں معاشرہ اپنے اعلیٰ اقدار کے حصول کی جانب قدم بڑھاتا ہے۔ احسان کی ادائیگی کا حق اس وقت پورا ہو سکتا ہے جب اس کے پیغام پر عملدرآمد ہو اور عملدرآمد کی خاطر اس کے پیغام کا پرچار کیا جائے۔

زیرِ نظر کتابچہ ایک ایسی ہی کوشش ہے جو آیۃ اللہ الشہید سید محمد باقر الصدر کا ایک مضمون ایک خط اور تین پیغامات پر مشتمل ہے جس سے ان کے جذبات اور احساسات کے مختلف پہلو سامنے آتے ہیں۔ مضمون حوزۂ علمیہ کی کارکردگی کے بارے میں، خط امامِ امت حضرت آیۃ اللہ روح اللہ الخمینی کی خدمت میں جب کہ آپ پیرس میں رہتے ہوئے امت کی قیادت فرما رہے تھے اور پیغامات عراقی مسلمانوں کے نام ہیں جن میں تمام مسلمانوں کو اسلام کا سہارا لیتے ہوئے اسلام کی خاطر اسلامی بھائی چارے کے ساتھ اسلامی انقلاب کی دعوت دی گئی ہے۔ یہی وہ پیغامات ہیں جو آپ کی شہادت کا باعث بنے۔

ذ۔ ع۔ زیدی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شہید کا پیغام عراقی عوام کے نام

تمام تعریفیں اللہ کے لیے جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے اور درود و سلام ہو ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور ان کی اہلبیت طاہرین اور صحابہ صحابین پر۔

مسلمانانِ عراق!

اے حریت پسند اور غیور قوم کے افراد!

تمھاری روحانی عظمت اور عظیم تاریخ پر میرا ایمان ہے میری نگاہوں میں تمھاری عزت، عظمت اور بھی بڑھی جب تمھارے سپوتوں نے مرجعیت کے ساتھ عقیدت، محبت اور روحانی وابستگی کا مظاہرہ کیا۔ وہ لوگ اپنے مرکز کے گرد جمع ہوئے تاکہ ان دلوں سے جو غیرت حمیت اور تقویٰ سے بھرے ہوئے تھے اسلام سے اپنی عقیدت اور محبت کا اظہار کریں۔ یہ سب اس بات کے طالب تھے کہ میں ان کی مدد کروں، ان کے دکھ درد کو نزدیک سے دیکھوں اس لئے کہ ان کا دکھ میرا دکھ ہے۔

مسلمانان عراق! آج میں تمھیں یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ میں تمھارے ساتھ ہوں۔ مجھے یہ معلوم ہے کہ میں تمھارے دل کی

گہرائیوں میں ہوں میں تمھاری کاوشوں سے ہٹ کر نہیں رہ سکتا میں جلد ہی تمھاری خاطر اللہ کی راہ میں اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہا دوں گا۔

میں ارباب اقتدار کو یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ یہ حکومت جو عراق کے عوام پر تلوار اور آتش بار گولوں کے ذریعے مسلط کی گئی ہے اور انھیں ان کی زندگی کے تمام بنیادی حقوق سے محروم کیا گیا ہے مثلاً دینی شعائر کے برپا کرنے سے روکا ایسی حکومت دوام پذیر نہیں ہو سکتی اور یہ واضح رہے کہ طاقت اور جبر کبھی کامیاب نہیں رہا ہے۔ جبر و تشدد فرعون صفت اور جابروں کا شیوہ رہا ہے۔

ریڈیو سے اذان کو بند کر دیا گیا۔ صبر کیا۔ مسجدوں میں نماز جمعہ پر پابندی لگادی گئی۔ صبر کیا۔ حسینی شعائر کو قبضہ میں لے کر ان میں سے اہم اجزا پر پابندی لگادی۔ صبر کیا۔ اپنی پارٹی میں شامل ہونے کے لئے جبر و اکراہ سے کام کیا۔ صبر کیا۔ ایک عرصہ یہ کہتے رہے کہ عوام کو اقتدار منتقل کرنے کی مہلت ہے اس طرح سے عوام کو فوج میں شامل کرتے گئے۔ صبر کیا۔ مگر بتائیے کب تک صبر کریں؟ وہ وقت کب آئے گا کہ حکومت عوام کے سپرد کی جائے گی۔؟ دس برس گزر گئے انھیں سازگار فضا میسر نہیں آئی کہ جس میں حکومت عوام کے سپرد کریں تاکہ وہ اپنی

راہ خود تعین کریں۔

اے ارباب اقتدار! تم دس برس کی مطلق العنانی میں لوگوں کو جبر و اکراہ کے بغیر اپنی پارٹی میں شامل نہ کر سکے تو اب آگے کیا امید رکھتے ہو۔ ہاں اگر حقیقت دیکھنا چاہتے ہو۔ صرف ایک ہفتہ کے لئے جبر و تشدد بند کر دو تاکہ اس دوران تم عوام کی خواہشات کو دیکھ سکو گے اور معلوم ہوگا کہ وہ کیا چاہتے ہیں۔ میں تمام عوام کے نام پر تم سے مطالبہ کرتا ہوں کہ تمام دینی پروگرام اور شعائر حسینی سے پابندی اٹھائی جائے۔

میں تم سے مطالبہ کرتا ہوں کہ ریڈیو سے دوبارہ نماز جمعہ اور دوسرے اسلامی شعائر شروع ہوں اور ساتھ ہی یہ بھی مطالبہ ہے کہ اپنی پارٹی (بعث) سے وابستہ رہنے کے لئے جبر و تشدد کا سلسلہ بند کیا جائے۔ انسانیت کے نام پر میں مطالبہ کرتا ہوں کہ تمام قیدیوں کو آزاد کیا جائے اور گرفتاریوں کے سلسلے کو بند کیا جائے۔

آخر میں میں یہ مطالبہ کرتا ہوں ان طاقتوں کے نام پر جس کی تم نمائندگی کرتے ہو عوام کو وسیع آزادانہ ماحول فراہم کریں تاکہ وہ حقیقی طور پر اپنے ملک کی باگ ڈور سنبھالیں یہ اسی وقت ممکن ہے جب آزاد فضا میں انتخابات ہوں جس کے نتیجہ میں آزاد پارلیمنٹ کا وجود ہو۔ جو عوام کی صحیح نمائندگی کریں بے شک میں جانتا ہوں کہ یہ مطالبات میرے لئے عنقریب بہت بھاری ثابت ہوں گے اور

اور مجھے اس کی قیمت ادا کرنی پڑے گی ساتھ ہی میں یہ بھی جانتا ہوں کہ یہ مطالبات صرف ایک فرد کے مطالبات نہیں کہ ایک فرد مر جائے تو یہ مطالبات بھی مر جائیں بلکہ یہ پوری ملت کے احساسات کی نمائندگی اور پوری قوم کی آواز ہے۔ یہ ممکن نہیں کہ وہ قوم جس کے دل کی گہرائیوں میں محمدؐ، علیؑ، ان کے اہلبیتؑ اور صحابہ کی روح موجود ہو ہرگز نہیں مر سکتی۔ اب اگر حکومت ان مطالبات کو پورا نہیں کرتی ہے تو میں غیور قوم کو دعوت دیتا ہوں کہ اپنے مطالبات کو منوانے کے لیے اٹھ کھڑے ہوں چاہے کتنی ہی بھاری قیمت ادا کرنی پڑے۔ کیونکہ یہ جان اور عزت بچانے کا ذریعہ ہے اور یہ اسلام اور اللہ کے ہمیشہ رہنے والے پیغام کے تحفظ کے لئے دفاع ہے۔ اللہ توفیق دینے والا ہے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دوسرا پیغام

ساری تعریفیں اللہ کے لئے جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے۔ درود و سلام ہو حضرت محمدؐ اور ان کے اہلبیت طاہرین اور صحب میامین پر۔

مسلمانانِ عراق! اے وہ قوم جس پر اس کی حریت پسندی شرافت، عزت اور اپنے بلند اقدار سے لگاؤ ہونے کی وجہ سے ستم ڈھایا جا رہا ہے۔

اے عظیم قوم!

تو آج زمانے کے سفاک اور ظالم حکمرانوں کے ہاتھوں ظلم و ستم کا نشانہ بنی ہوئی ہے۔ تمھیں قسم قسم کی اذیتوں اور تکلیفوں کے ذریعے ڈرایا اور دھمکایا جا رہا ہے۔ ان جابر حکمرانوں نے اپنے برتاؤ کے ذریعے عام لوگوں سے اپنے تحفظ، عزت نفس کے شعور کو ختم کیا ہے تاکہ وہ اپنے دین اور عقیدہ سے ہاتھ اٹھا بیٹھیں۔ اسی طرح وہ مادیت کے غلام بن کر رہیں۔ یہ سب کچھ اس لیے کیا جا رہا ہے کہ عراق کی عظیم قوم اپنے دلوں سے محمدؐ و علیؑ کی محبت نکال کر مثیل عفلق اور اس کے مانند صلیبی اور استعماری پٹھوؤں کے محبوب بن جائیں لیکن لیکن اس عظیم قوم کے افراد کا یہ شیوہ رہا ہے کہ وہ ہمیشہ ان طاغوتی حکمرانوں سے بہت بلند رہے ہیں۔ وہ سرکشی میں جتنا ہی بڑھ جائیں

یہ عوام صبر و استقامت کا پہاڑ بن کر مقابلہ کرتے ہیں اور کبھی ہتھیار نہیں ڈالتے۔ یہ بات ان ظالم حکمرانوں پر بھی ثابت ہو چکی ہے کہ عوام اپنے عقیدے کی حیات رکھتے ہیں اور وہ یہ بھی طاقت رکھتے ہیں کہ اپنے ان جذبات کا علی الاعلان اظہار کریں۔ اس چیز سے گھبرا کر ان بدترین حملوں کا آغاز کیا جن میں اس ملک کے ہزاروں مومن کام آئے بہت سوں کو جیلوں میں بند کر دیا اور بہت سارے اپنے دین و ایمان کا دفاع کرتے ہوئے سولی پر لٹک گئے۔ ان کے سرفہرست علما اور مجاہدین ہیں جیسا کہ مجھ تک خبر پہنچی ہے کہ وہ لوگ ظلم و استبداد کے ہاتھوں یکے بعد دیگرے جامِ شہادت نوش کر رہے ہیں۔

میرے بزرگو! میں ان حالات کی گہرائی سے واقف ہوں جن سے آپ گزر رہے ہیں۔ ہمارا اس بات پر ایمان ہے کہ ان علما نوجوانوں اور تیرے فرزندوں کی شہادت سے اس تحریک کو اور بھی سہارا ملے گا۔ یہاں تک کہ ہم شہادت اختیار کریں یا فتح و ظفر حاصل ہو۔

میرے عزیزو! میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ میں نے شہادت پر کمر باندھ لی ہے شاید یہ میری آخری بات ہو جو تم تک پہنچے گی بے شک جنت کے دروازے کھل گئے ہیں کہ شہدا کے قافلوں کا استقبال ہو۔ یہ سب کچھ اس لیے ہے تاکہ خدا تمھاری مدد کرے کتنی لذت ہے اس شہادت میں جس کے بارے میں رسول اکرمؐ نے فرمایا ہے:

اَنَّھَا حَسَنَۃٌ لَا تَضُرُّ مَعَھَا سَیِّئَۃٌ

کہ یہ ایک ایسی نیکی ہے جس کی موجودگی میں کوئی برائی نقصان نہ دے سکے گی۔ شہید کے شہادت پاتے ہی اس کے تمام گناہ دھل جاتے ہیں۔

تمام مسلمان جو عراق میں مقیم ہوں یا عراق سے باہر جو کچھ ان کے بس میں ہے اس اسلامی تحریک کی خاطر کریں چاہے ان کی زندگی ہی خطرے میں کیوں نہ پڑ جائے تاکہ جہاد کا یہ سلسلہ جاری رہے تاکہ عراق کی سرزمین اس ننگِ انسانیت گروہ کے تسلّط سے آزاد ہو جائے۔ اور اسلام کے عظیم قانون کا نفاذ عمل میں آئے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

باقر الصدر

تیسرا پیغام

سار ی تعریفیں اللہ کے لئے جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے درود وسلام ہو حضرت محمد اوران کے آل پاک اور اصحاب میامین پر۔

میرے عزیز عراقی عوام!

تمھاری جہاد سے پر زندگی کے ایک نازک مرحلے پر تم سے مخاطب ہوں میرا یہ خطاب ہر طبقہ فکر اور ہر قوم سے ہے۔ چاہے کرُد ہوں یا عرب ہوں سنی ہوں یا شیعہ ہوں اس لئے کہ مشکلات کا تعلق کسی ایک قوم یا مذہب سے نہیں بلکہ یہ مشکلات تمام عراقی عوام کی ہیں۔ اس صورت میں میدان جہاد میں آنے اور بہادری سے مقابلہ کرنے کا فریضہ سب پر عائد ہوتا ہے۔ جب سے میں نے اس ملّت کے درمیان اپنی مسئولیت کو جانا ہے۔ اپنے وجود کو سب کے لئے وقف کر دیا ہے۔ چاہے عرب ہوں یا کرُد ہوں یا سنّی ہوں یا شیعہ ہوں۔ اس طرح ہم نے رسالت کا دفاع کیا جس پر ہم سب کا ایمان ہے۔ اس عقیدے کا دفاع کیا جو ہم سب رکھتے ہیں۔ ہماری زندگی کا مقصد اور ہماری فکر کا سرچشمہ صرف اور صرف اسلام ہے جو آزادی کا راستہ اور ہم تمام کا مقصد ہے۔

اے میرے سنّی بھائی! میں تمھارے ساتھ اتنا ہی ہوں جتنا

جتنا ہیں شیعوں کے ساتھ ہوں۔ تم دونوں اسلام سے جسقدر قریب ہو میں تمہارے ساتھ اسی قدر رہوں۔ تم دونوں اس عظیم مشعل کو ہاتھ میں اٹھائے رکھو تاکہ عراق کی سرزمین ظلم واستبداد کے پنجے سے رہائی پائے۔ بے شک یہ طاغوتی طاقتیں اور اس کے چیلے چاہتے ہیں کہ اسلام کے فرزندوں کے کان میں یہ بات ڈال دیں کہ یہ شیعہ اور سنّی کی لڑائی ہے تاکہ اس حق و باطل کے معرکے اور شیعہ سنّی کے مشترک دشمن سے مقابلے کے دوران اہلسنت بھائیوں کو الگ رکھیں۔

اے ابوبکر و عمر کے فرزندو! اے علی و حسین کے فرزندو! میں چاہتا ہوں کہ تم پر واضح کردوں کہ یہ شیعہ اور سنّی کی لڑائی نہیں ہے۔ سنّی حکومت وہ ہوتی ہے جو خلفاء راشدین کی حکومت کے نقش قدم پر چلے اور جو اسلام اور عدل کی بنیادوں پر قائم ہو۔ اہلِ ردّہ کی جنگوں میں خلیفہ اوّل کے جھنڈے تلے ہم سب مل کر (اسلام کے جھنڈے) تلے اس کی تحفظ کے لئے لڑ رہے تھے۔

سنی حکومت وہ جو اسلام کے پرچم کو بلند کرے اس کی بقا کے لئے جہاد کرنے کے لئے نصف صدی پہلے علماء شیعہ نے فتویٰ دیا ہے۔ ہزاروں شیعہ اس فتوے پر اٹھ کھڑے ہوئے۔ اسلام کی خاطر اپنا خون بہایا اور اس سنّی حکومت کی خاطر خون بہایا جو اس وقت سنّی اور اسلام کا علم بلند کیا ہوا تھا۔ مگر آج کی حکومت

سنی حکومت نہیں۔ اگرچہ یہ گروہ جو مسلط ہے تاریخی اعتبار سے سنی سے منسوب ہے مگر واضح رہے کہ حکومت سنی سے مراد کسی ایک فرد جو سنی باپ سے پیدا ہوا ہے نہیں ہے۔ بلکہ سنی حکومت سے مراد ایسی حکومت ہے جو ابوبکر و عمر کے احکام کو چلائے مگر آج کے ان سرکش حکمرانوں نے ان کے احکام کو قدموں تلے روند کر مسلمانوں کو چیلنج کیا ہے۔ اپنے ہر ہر قدم پر مجرمانہ افعال انجام دے کر اسلام کی ہتک حرمت کر کے علی و عمر دونوں کی ہتک حرمت کر لی ہے۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ انھوں نے تمام دینی شعائر کو ختم کیا جس کی بقا کے لئے علی و عمر زندگی بھر دفاع کرتے رہے۔ کیا آپ نہیں دیکھتے تمام ملک کو شراب اور سور سے بھر دیا ہے جسے ختم کرنے کے لئے علی و عمر نے زندگی بھر مقابلہ کیا۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ یہ اس طرح ظلم و ستم ڈھایا جا رہا ہے ان کی دشمنی اور کینہ توزی میں دن بدن اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ عوام کی عزت سے کھیل رہے ہیں اور روز بروز ان سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔ اپنے محلات جو جدید وسائل سراغرسانی سے لیس ہیں میں بیٹھ کر عوام کے خلاف کام کر رہے ہیں۔ جبکہ علی و عمر کی سیرت تو یہ تھی کہ عوام کے درمیان رہتے تھے اور عوام کے دکھ درد کو اپنا دکھ درد سمجھتے تھے۔ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اس ٹولے نے اقتدار کی خاطر کس طرح عوام کا استحصال کیا ہے۔ یہ استحصال بھی قوم قبیلہ کی بنیاد پر اور انہی مصبث کی بنیاد پر کر رہے ہیں۔ دیگر عوامی جماعتوں

کے سامنے ابھرنے اور ترقی کی راہیں بند کر دی ہیں۔ یہ راستہ صرف ان کے لئے کھلا ہے جنھوں نے اپنے لئے ذلت اور رسوائی پسند کی۔ آن کو فروخت کیا۔ اللہ کی بندگی سے نکل کر لوگوں کی غلامی میں جانا گوارا کیا کہ وہ ایسی کشش پیدا کرے اور لوگ خود اپنی مرضی سے ان کی حزب کو قبول کر لینے کی بجائے ان سے جبر و تشدد سے کام لیا۔

دراصل یہ ٹولہ ایک خوف میں مبتلا ہے یہاں تک خوف میں مبتلا ہیں کہ وہ اپنی پارٹی سے بھی ڈرتے ہیں کیونکہ اگر ان کی حزب بھی دنیا کی اور احزاب کی طرح کچھ قوانین اور ضوابط کی پابند ہوں تو ان کے اقتدار کو خطرہ ہوتا ہے اس لئے انھوں نے اصول و ضوابط کو چھوڑ کر جبر و تشدد کو اپنایا۔

اے میرے بھائیو! موصل، بصرہ، بغداد اور کربلا کے رہنے والو اے عراقی فرزندو! تم جہاں کہیں بھی ہو میں تم سے عہد کرتا ہوں کہ میری زندگی تم سب کے لئے ہے آج بھی اور کل بھی تم میرا مقصد رہو گے اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کرو تاکہ اسلام کے پرچم تلے سب جمع ہو سکو اور سرزمین عراق کو اس مسلط شدہ ٹولے سے نجات دلا سکو تاکہ یہاں ایک ایسی حکومت قائم ہو جائے جس کی قیادت اسلام کرے جس میں انسانیت کا احترام ہے جس میں تمام اہل وطن مختلف قوموں اور مذاہب سے ہونے ہوئے بھائی بھائی بن کر رہیں۔ اپنے وطن کی فلاح و بہبودی کے لئے کام کریں۔ اور اسلامی اقدار قائم ہوں اور

یہیں سے ہماری عظیم تاریخ کی فجر طلوع ہو۔

والسلام
محمد باقر الصدر

شہید کا نامہ امام خمینی کے نام

جب امام پیرس میں مقیم تھے جس میں انھوں نے امام، ملّت اور انقلاب کو سراہا ہے

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو رحمٰن، رحیم ہے
درود و سلام ہو بہترین خلق حضرت محمدؐ پر اور اس
کے اہلبیت پر جو ہدایت کرنے والے اور جائے پناہ ہیں

بعد اس کے ہم اپنے دل کی گہرائیوں کے ساتھ نجف اشرف میں ایرانی عوام کے ساتھ ان کے مصائب اور امنگوں میں شریک ہیں ہم سب کا اس بات پر ایمان ہے کہ اس عظیم عوام کی تاریخ نے اپنی غیرت مندی، شجاعت، قربانی دینے اور مصائب جھیلنے کی صلاحیت کو پایۂ ثبوت تک پہنچایا اور یہ بات واضح کردی کہ وہ جس چیز پر ایمان رکھتے ہیں اس کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے پر قدرت رکھتے ہیں۔ جب ہم اس بہادر عوام کی سوسالہ "تاریخ" کو اٹھا کر دیکھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہو جاتا ہے کہ انھوں نے اپنی آبرو کی حفاظت اپنے بلند خیالات اور عظیم مقاصد کے لئے بہادری اور ایمان کے ساتھ کئی جنگوں کی آگ میں کود پڑے۔ منجملہ ان کے

ایک واقعہ تمباکو (جو ایران کا مشہور واقعہ ہے حضرت آیۃ اللہ مرزا شیرازی کے زمانہ میں واقع ہوا) میں اس عظیم عوام نے ان کے حکمرانوں اور استعماری آلہ کاروں کے پہنائے ہوئے طوق و سلاسل کی کڑیوں کو اپنے ہاتھ سے توڑنے میں کامیاب ہوئے۔ یہ وہ زنجیریں تھیں جو انھیں کشاں کشاں غـــلامی، کی طرف لے جا رہی تھیں جن کے خلاف ملک کے شرفا اور آزاد منش افراد نے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

جس کے سبب وہ لوگ مختلف قسم کے ظلم و ستم کا نشانہ بنے۔ یہ المیہ اس وقت وقوع پذیر ہوا جب عالم اسلام خود مختلف قسم کے مصائب سے دوچار تھا۔ ایسے دور میں اس بہادر عوام نے وہ بڑی قربانیاں پیش کیں جو زمانہ کی رفتار کے ساتھ ساتھ بڑھتی چلی گئیں اور ان کے ایمان اور صبر میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔

ان عظیم معرکوں سے ایرانی عوام کا دین سے گہرا تعلق، اپنے عقیدہ، پیغام اور مرجعیت سے لگاؤ کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ ہم ان تمام معرکوں میں دینی روح کو کارفرما پاتے ہیں یہی وجہ تھی کہ کوئی تحریک دبی نہیں۔ اسلامی عظیم شعار و علامات میدان میں بلند تھے اور ان کے ساتھ باصلاحیت مرجعیت کی وہ زعامت اور رہبری موجود تھی جسے ایمان کے ہتھیار سے لیس عوام کے انبوہ نے چاروں طرف سے حلقہ میں لیے رکھا تھا۔

یہ مومن عوام اپنے صبر اور جہاد کو الہامی طور پر اخذ کر رہے تھے حقیقی معنوں میں آزادی کے متوالے ہونے، صدائے جہاد میں جان دینے اور مقامِ عمل میں بدل وعطاء سے پیش آنے کے سلسلے میں اس عوام سے بڑھ کر کوئی نظر نہیں آتا۔ انھوں نے ان تمام معرکوں میں اپنی اسلامی شخصیت کا لوہا منوایا۔

ان کی ہر تحریک کی کامیابی اور مقصد کی تکمیل کا راز اسلام ہے اسلام ہی نے انھیں دل وجان سے یکجا کر کے مرنجاں مرنج بنادیا تھا۔ ان کی روحانی اور مرجعیت صالحہ کی طاقت تھی جس نے ان کو ہر معرکہ میں آگے بڑھایا۔

اس طرح ایرانی عوام نے ہر دور میں اپنی بہادری و عظیم شخصیت کو ظاہر کیا خصوصیت سے وہ معرکے جو دورِ حاضر میں انھوں نے برپا کیے وہ گزشتہ جنگوں سے کئی گنا عظیم ہیں۔

ان کا موجودہ معرکہ جدید دور کی اسلامی تاریخ کے لیے ایک عظیم طاقت اور سرمایہ ہے۔

ایران کے غیور اور باہمت عوام نے میدان جہاد کے تجربوں سے نکھر کر چند حقائق کو بے نقاب کر دیا اور ایک سنگ میل نصب کر دیا جو اسلامی فکر میں آگے بڑھنے والوں کے لئے منزل کی راہنمائی کرتا رہے گا۔

منجملہ ان حقائق کے ایک حقیقت یہ ثابت ہوئی کہ ایرانی قوم نے ان جنگوں میں جو کامیابی حاصل کی ہے اس کی اصل وجہ اس کی روحانی دینی بالغ مرجعیت کی قیادت کو قبول کرنے اور اس کے ساتھ یکجان ہونے میں ہے۔ اس طرح جو نعرے بلند کئے گئے تھے انھیں حقیقت کا روپ دیا گیا۔

اب اگر خدا نخواستہ اس مجاہد قوم کے افراد اپنی اس حقیقت سے ذرّہ برابر غفلت برتیں یا انھیں غفلت میں ڈالا گیا تو وہ نقصان اٹھائیں گے اور سازشوں کا شکار ہو جائیں گے۔

بالغ دینی مرجعیت اور روحانی قیادت ہی امّتِ مسلمہ کے لئے مختلف انحرافات اور نقصانات سے محفوظ رہنے کے لئے مضبوط قلعہ ہے۔ ایک اور حقیقت جو سامنے آئی وہ یہ کہ روحانی مرجعیت کی قیادت نے اپنا فریضہ بخوبی انجام دیا۔ ان تمام معرکوں اور ہنگاموں میں پہلو بہ پہلو جہاد میں مصروف رہی۔ اس طرح کئی بار ایرانی قوم نے اپنے باہمی اتحاد اور ربط کی بنا پر ایک ایسا عمل انجام دیا جس کے سبب یہ دور وجود میں آیا۔

ایک اور حقیقت جو سامنے آئی وہ یہ ہے کہ وہ جنگ جو عوام کو ان کے اسلامی مقاصد کے حصول تک رسائی کا ذریعہ بنتی ہے ضروری ہے کہ اس جنگ میں مصروف افراد اسلام کے بیدار پیغام، مفاہیم اور زندگی کے مختلف شعبوں پر اس کی تشریعی

حقیقت کے نفاذ کو سمجھیں۔ جس قدر انسان کی فکری بنیاد مضبوط ہو گی اسی قدر اسے جنگ کی حقیقت سامنے نظر آئے گی یوں وہ زیادہ طاقت اور قوت کے ساتھ نبرد آزما ہو گا اور وہ اسلامی مقاصد کے حصول کے لیے اور اپنے عقائد کی تشخیص کی حمایت کے لیے زیادہ سے زیادہ کوشاں ہو گا۔

اس طرح اب ہم اس بات کا احساس کرتے ہیں کہ ایرانی قوم نے جس عظیم جدوجہد کا آغاز کیا ہے یہ پچھلے دور سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے اور جب سے یہ بہادر قوم اپنے سفر میں ایک نازک مرحلہ سے گزر رہی ہے اور میدانِ عمل میں امّت مسلمہ کی قلبی محبت کو حاصل کر رہی ہے تو میں یہ کہوں گا۔ یہ جدوجہد گزشتہ دور کی نسبت اس زمانے کا اہم تقاضا ہے۔

اس قوم کو چاہیئے کہ اس پر نظر رکھے کہ موجودہ حالات ان سے کیا چاہتے ہیں؟ دوسری طرف یہ دیکھے کہ مستقبل میں انھیں کیا کرنا ہے؟ اس لیئے یہ ضروری ہے کہ ان خطوط کا تفصیلی طور پر جائزہ لے اور مطالعہ کرے جو اس کے (آیئڈیالوجی) نظریات اور اسلامی عظیم پیغام سے ملتے ہیں۔ جیسا کہ اس کے لیئے پہلے مرحلہ میں یہ ضروری تھا کہ وہ اپنے عمل کے لیئے موجودہ ضروریات کو حاصل کرے اور اپنے آپ کو دینی مجاہد جمعیت کے ساتھ وابستہ کردے۔ اسی طرح دوسرے مرحلہ میں اپنے نظریات کے خطوط

کو مرجعیت کے ساتھ ملائے وہ صالح مرجعیت جس نے برسوں ملت کی جدوجہد میں قیادت کی اور حقیقی معنوں میں شریعت کا منبع یہی مرجعیت ہے۔ اسلامی افکار اور اس کے احکام سمجھنے کے لیے واحد ذریعہ بھی۔

اور جیسا کہ آپ دیکھتے ہیں کہ اس عظیم معرکہ آرائی نے ان بے بنیاد باتوں کی قلعی کھول کر رکھ دی جس میں یہ کہا جاتا تھا کہ اسلام صرف کیمونزم سے مقابلہ کرتا ہے۔ دوسروں سے نبرد آزما نہیں ہوتا یہ باتیں کچھ لوگوں کی خودساختہ باتیں ہیں جو اسلامی معرکوں کو غلط رنگ دینا چاہتے تھے۔

جب اسلام کے نام پر مرجعیت دینی کی قیادت میں جنگ ایران کی سرزمین پر لڑی گئی تو ان خودساختہ باتوں کی دھجیاں اڑ گئیں اور ثابت کر دیا کہ اسلام، مارکسیت ہو یا اس سے دور کوئی اور فکر۔ مقابلہ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

اور یہ ثابت کر دیا کہ اسلام کا خود ایک پیغام اور جنگ کا ایک اصول ہے وہ اسلام جو مارکسیت کا مقابلہ کرتا ہے وہی اسلام دنیا میں موجودہ ہر قسم کے ظلم و تشدد اور سرکشی کے خلاف قیام کرتا ہے۔ ایران کی عظیم قوم اپنی اسلامی قیادت کے سایہ میں اب اس مقام پر پہنچ گئی ہے جہاں انھیں اب بخوبی علم ہو گیا ہے کہ حالات میں تبدیلی پیدا کرے اور اسلامی مقاصد کی تکمیل کے

لیے انھیں کس عظیم دشمن کا سامنا کرنا ہے۔ اس لیے کہ ایرانی موجودہ تبدیلی صرف برائے نام نہیں بلکہ ظاہری تبدیلی کے ساتھ باطنی طور پر بھی ہر قسم کے فسادی عناصر کو بنیاد سے اکھاڑنا اور ایک زندہ حقیقت کو سامنے لانا جس کے سبب زندگی کے ہر شعبہ میں قرآن اور اسلامی تعلیم کی روح نظر آئے۔

اور اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ اس فاسد عنصر کو ختم کرنا اور تباہ کرنے کے بارے میں جو منفرد بہادری کا مظاہرہ دیکھنے میں آیا یہ ثابت کرتا ہے کہ انھوں نے احساس ذمہ داری اور اس کی اجتماعی اور تاریخی گہرائیوں پر غور کیا۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ایران کی عظیم مجاہد قوم جو اپنے علما کی قیادت میں عظیم قربانیاں پیش کر رہی ہے قبول فرمائے اور اس پاک خون سے جسے ظالم وسفاک لوگوں نے ایران کی سرزمین پر بہایا ایسی شمعیں روشن ہوں جس کی روشنی میں ایران انحرافات اور استبداد کی تاریکیوں سے نکل کر اسلام کو اپنے تمام شعبہ ہائے زندگی میں اپنائے۔ مشہد کی پیش کردہ قربانیاں اس راہ میں سفر کرنے والا آخری قافلہ نہیں ہے بلکہ ظلم کی قربان گاہوں کی زنجیر کی ایک نئی کڑی ہے۔

اللہ تعالیٰ ان شہیدوں کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور انھیں ہمارے گزشتہ شہیدوں، صدیقوں اور نیک بندوں

کے ہمراہ قرار دے اور ان کی رفاقت بہتر ہوگی اور انجام کار صاحبان تقویٰ کے لئے ہے۔ اور جلد ہی ظالموں کو پتہ چل جائے گا کہ وہ کس کروٹ بدلے جاتے ہیں۔

محمد باقر الصدر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مرجعیتِ صالحہ

صالح مرجعیت جس کی بنیادی خصوصیت ان حقیقی مقاصد کے حصول کے لئے ہے جن کی جانب خدمتِ اسلام کے لئے گامزن ہونا ہے، اس کی اہم امتیازی علامت یہ ہے کہ وہ نہایت ہوشمندی بیدار مغزی اور وضاحت کے ساتھ اپنے عمل کو جزدی امور اور احتیاجاتِ نو کی پیداوار کی خاطر جاری نہ رکھے بلکہ ان مقاصد کو بنیاد قرار دے جو اس کا مطمحِ نظر ہیں۔ اس بنیاد پر "مرجعِ صالح" اس بات پر قدرت رکھتا ہے کہ وہ خدمتِ اسلام کے لئے ایک نیا تحفہ دے۔

اسلام کے لئے ایک بہترین نوعیت کی تبدیلی رونما کرے یہ باتیں ان حدوں تک پھیل جائیں جہاں تک اس کا اثر و نفوذ ہے

صالح مرجعیت کے مقاصد اگرچہ معنوی اور روحانی اعتبار سے باہم مربوط اور پیوستہ ہیں پھر بھی ان کو ہم پانچ نقاط پر مشتمل

خلاصہ کی صورت میں پیش کر سکتے ہیں :

۱۔ ایک وسیع پیمانہ پر اسلامی احکام کو مسلمانوں کے درمیان پھیلانا اور اس پر عمل کرنا تاکہ ان میں سے ہر ایک دینی تربیت یافتہ ہوں اور اس بات کی ضمانت دی جائے کہ وہ انفرادی طور پر ان احکامات کے پابند رہیں۔

۲۔ ملّتِ مسلمہ کے درمیان ایک ایسا وسیع فکری رجحان پیدا کرنا جو اسلام کے بیدار مفاہیم پر مشتمل ہو جیسا کہ وہ بنیادی مفہوم جو ہمیں یہ بتاتا ہے کہ اسلام ایک مکمل نظام ہے جو زندگی کے ہر پہلو پر حاوی ہے۔
اس سلسلہ میں ہر ممکنہ ذرائع کو بروئے کار لائے جو اس مفہوم کو ذہنوں میں راسخ کرے۔

۳۔ ذہنوں کی احتیاج جو اسلامی افکار برائے عمل اسلامی ضروری ہے پورا کیا جائے۔ یہ اس صورت میں ممکن ہے کہ مختلف اقتصادی اور اجتماعی مسائل کے بارے میں دینِ اسلام کی روشنی میں بحث و مباحثہ کا سلسلہ شروع کیا جائے۔
اسلام اور دیگر مذاہب کے درمیان تقابلی مطالعہ کیا جائے۔
فقہ اسلامی کے دائرہ کو وسیع تر کیا جائے تاکہ زندگی کے ہر شعبہ پر شریعت کا اطلاق ہونے کے ساتھ ملّت کے لئے ان اہم امور کو انجام دینے کے لئے زمین ہموار ہو۔

۴- اسلامی عمل پر توجہ اور دنیا کے گوشہ گوشہ میں اسلام کے لئے کام کرنے والے جو افکار پیش کرتے ہیں ان پر نظر رکھے جو حق پر مبنی ہو اس کی تائید کی جائے اور جو غلطی پر ہو اس کی تصحیح کی جائے۔

۵- عالمی مراکز میں مرجع کے جانب سے علماء کو حسب مرتبہ ملت کی نیابت کی ذمہ داری سونپی جائے تاکہ اس کی فلاح و بہبودی کا خیال رکھے اور عام لوگوں کا لحاظ رکھے اور ان کے معاملات کو حل کرے۔ اس کے ساتھ اسلام کی راہ میں کوشش کرنے والوں کی مدد کرے۔

ان اہداف اور مقاصد کی وضاحت کے بعد اگرچہ اسے مرجع کی قابلیت کا اندازہ ہو جاتا ہے اور اس کی عام سیاست اور لوگوں سے تعلقات پر کافی حد تک تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے۔

تاہم ان اہداف اور مقاصد کا بنیاد پڑ جانا اور واضح ہو جانا کافی نہیں۔ ہم سمجھ لیں کہ ہم نے صالح مرجع کو پالیا۔ ایسا نہیں بلکہ مرجع کی صلاحیت اور بیداری کے ساتھ ایک سابقہ عمل (عمل مسبق) کی بھی ضرورت ہے۔

یہ عمل ہی وہ ذریعہ ہے جسے ایک طرف سے مرجعیت صالحہ کا قیام وقوع پذیر ہوتا ہے دوسری طرف مرجعیت کے اسلوب میں ایک ترقی پسندانہ رجحان اور طرز عمل سامنے آتا ہے۔

اب رہ گیا سابقہ عمل (عمل مسبق) جو قیام مرجعیت کے لئے ہم نے تبلایا ہے وہ یہ ہے کہ ابتدا ہی میں ان مقاصد کو مدنظر رکھ کر جن کا ذکر گزر چکا ہے ایک ضابطہ تشکیل دیا جائے جسے حوزہ کے اندر اور امت کے درمیان ایک حیثیت سے مقبولیت حاصل ہو۔ خدمت اسلام کے لیے فکری اور روحانی اعتبار سے انھیں شریک کر کے مرجعیت صالحہ کا قیام عمل میں لایا جائے۔ اور اگر ایسا نہ ہوا اور ملت کو شریک قرار نہ دیا گیا انھیں اس جانب متوجہ نہ کیا گیا اور ایک نیک انسان کی تربیت نہ کی گئی تو صرف مرجع تنہا صالح مرجعیت اور اس کے مقاصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے کافی نہیں ہے۔

تو اس بنا پر ان افراد کے لئے لازم ہے جو قیادت اور مرجعیت کی ترقی یافتہ صورت کے بارے میں سوچتے رہتے ہیں انھیں چاہیئے کہ وہ سابقہ عمل (عمل مسبق) کو جاری رکھیں۔ اور اس اصول پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے وہ علماء صالحین جو باوجود صلاحیت وقابلیت رکھنے کے جب انھیں مرجعیت مل جاتی ہے تو اس بات کا احساس کرتے ہیں اور انھیں شعور حاصل ہو جاتا ہے کہ وہ کامل تبدیلی لانے سے عاجز رہے۔

یہ سب کچھ اس لئے ہوا چونکہ انھوں نے ہمارے بیان کردہ طریقہ کو نہیں اپنایا اور انھوں نے مرجعیت کے بہتر اور مناسب مقاصد کو مدنظر نہیں رکھا اور اس ضابطہ کا خیال نہیں رکھا جس نے مرجعیت

کے مقاصد کی حفاظت کرنا ہے ۔

اب رہ گیا مرجعیت کے اسلوب میں ترقی پسندانہ رجحان اور اس کا عملی راستہ چند امور کی نشان دہی کرتا ہے ۔

مرجعیت کے لئے ایک عملی تنظیم کی ضرورت ہے جو منصوبہ بنائے اور اس کا نفاذ کرنے کی صلاحیت رکھے یہی بات کفایت اور تخصص کے بنیادی اصولوں پر قائم ہوگا اور تقسیم عمل سے کام لیا جائے گا۔ اپنے معین کردہ مقاصد کی روشنی میں مرجع رشید کے تمام معاملات پر چھا جائے گا۔

اس تنظیم کا تعلق عمل سے ہے نہ اس ٹولے سے جو خود رَو ہیں جنھیں حادثہ نے جنم دیا اور وہ اپنے وقتی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے جمع ہو جاتے ہیں ان کے کوئی واضح اور آشکار مقاصد نہیں ہوتے یہ تنظیم کئے ذیلی اداروں پر مشتمل ہوتی ہے جو وقت کے ساتھ ساتھ آگے بڑھتے اور اضافہ ہوتے رہتے ہیں ترقی پذیر ہو کر عملی مرجعیت کے تمام گوشوں پر چھا جاتے ہیں.

اور یہ ممکن ہے کہ ہم ان ذیلی اداروں کو بتلا بھی دیں جس کے جانب سے اس عملی تنظیم کو جو رو بہ ترقی ہے مرجعیت صالحہ کے قیام کے لئے وجود میں آئی اس سے تعلق پیدا کرے ۔

۱۔ ادارہ

ایک ایسے ادارہ کا قیام جو حوزۂ علمیہ میں درسی نظام کو چلائے اور درسِ خارج سے پہلے جو علوم پڑھے جاتے ہیں ان کی ترتیب و تنسیق کرے اور درسِ خارج پر نظر رکھے۔ درسی مواد کی حدبندی کرے اور درسی کتابوں کو اس طرح ترتیب دے جو اصل ہدف مرجعیت صالحہ کے قیام سے قریب ہو اور طالب علموں کے بارے میں معلومات حاصل کرے۔ ان کی تعداد اور فراغت کا تعین کرے۔

۲۔ ادارہ برائے تحقیقاتِ علمی

اس کا فرضِ منصبی یہ ہے کہ وہ ایسے ادارے تشکیل کرے جہاں علمی ابحاث ہوں اور نتیجہ خیز ہونے کی صورت میں ان کی ہمت افزائی کی جائے اس کے ساتھ ان عالمی افکار کا کھوج لگائے جو اسلام سے قریب ہوں اور ایسے امور کو زیادہ سے زیادہ شائع کرے۔ اخبار و رسائل کے ہم خیال افکار کو حوزہ تک لانا اور اگر وہاں سے باہر ہو تو اس سے تعاون کرنا۔

۳۔ ادارہ تعلقاتِ علماء

اس ادارہ کا فرض یہ ہے کہ نزدیک، مربوط علاقوں میں مقیم

علمار کے اسمار ان کے رہائشی مقامات ، ان کے وکالت ، ان کی رفتار وکردار، ان کے تعلقات ، ان کے نقائص ان کی ضروریات کو اپنے پاس ریکارڈ رکھے اور جب مرجع طلب کرے تو ان کو پیش کرے۔

۴۔ ادارۂ مواصلات

اس ادارہ کا فرض یہ ہے کہ وہ مرجعیت کا تعلق ان مقامات سے پیدا کرے جو ابھی تک مرکز سے قریب نہیں ہوئے اس سلسلہ میں ادارہ کا فرض یہ ہوگا کہ وہ مختلف مقامات کا پتہ چلائے اور ان سے نزدیک ہونے کے ذرائع کا گہرا مطالعہ کرے۔ ان مقامات تک جائزہ لینے کے لئے چاہے مرجع کی نیابت کے طور پر یا کسی اور عنوان سے سفر کرے۔

خاص طور پر ان مقامات کو اپنی نظر میں رکھے جو بین الاقوامی طور پر آمد و رفت کی جگہ ہو وہاں اپنے عمل کو جاری رکھے۔ ممالکِ اسلامی میں بسنے والے علمار اور مفکرین سے قریبی رابطہ پیدا کرے اور ان کو کتابوں کے ذریعے کمک پہنچائے اور خاص مناسبات کے ایام سے فائدہ اٹھائے جیسے حج کا موقع۔

۵۔ادارہ برائے ملاحظۂ عمل اسلامی

اس ادارے کا کام یہ ہے کہ وہ اسلامی عمل کے مصادیق کو عالم اسلامی میں لوگوں کو بتلاتے اور ان کو نصیحت کرے اور اور ضرورت پڑنے پر ان کی مدد کرے۔

۶۔ادارہ برائے مالی امور

اس ادارے کا فرض یہ ہے کہ آنے والے مال کا اپنے پاس اندراج کرے۔ مال کے بابت وکیلوں کا تعین کرے اور بیت المال میں اضافہ کے بارے میں کوشش کرے۔ ضروری اخراجات پر نظر رکھے۔ ان تمام امور کا اپنے پاس ریکارڈ رکھے۔

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ منصوبے کی تکمیل اور وسعت پانے کے لیے کافی وقت درکار ہے۔ اس صورت میں منصوبے کو محدود پیمانے پر شروع کرنا بہتر ہے چونکہ تجربہ نہیں ہے۔ دائرۂ مرجعیت فی الوقت تنگ ہے اور تربیت جو کافی ہو اور عمل میں تسلسل اور ان کا انطابق ہی قابلیتوں کو اجاگر کر دیتا ہے اور توسیع اور تخصص پیدا کرنے میں مدد دیتا ہے۔

دوئم: مرجعیت کو حقیقی معنوں میں پھیلایا جائے تاکہ وہ ایک مضبوط اور مستحکم محور بن جائے جس کے گرد دنیا میں موجودہ

وہ افراد جو مرجعیت سے نسبت رکھتے ہیں یا مرجعیت کی طرف سے نیابت کرتے ہیں گردش کریں۔ جب مرجعیت اپنے بلند مقاصد کو واضح کردے اور ملت میں جہدِ مسلسل سے ایک روشن تبدیلی رونما کرے جس کے سبب دنیا میں وہ حتمی طور پر محور بن جائے گا اور لوگوں میں اثر و نفوذ پیدا کرلے گا جس کی بنا پر مرجع کی جانب سے نمائندگی کرنے والے اپنے بلند مقاصد کی جانب راہوں کو طے کرکے منزل کو پالیں گے۔ اس کے برخلاف علمائے شیعہ کا موجودہ مرجع سے انتساب فی الحقیقت معاشی ہے اور یہ بات بالکل واضح ہے اکثر اوقات نظری اور صوری انتساب مطلوب نظر مرکزیت کو وجود میں نہیں لاتی۔

ان سب کا علاج صرف یہ ہے کہ ہم مرجعیت کا دیرینہ طریقۂ عمل ترک کردیں جس میں مرجع کا عمل صرف فرد تک منحصر رہتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ جملہ طاقتیں جو اس سے منسوب ہیں شرکت اور تعاون باہمی کے جذبہ سے یکسر محروم اور مسؤلیت کے احساس سے عاری تھیں۔

ہاں اگر مرجع اپنے عمل میں ایک ایسے گروہ کو ساتھ لے جس میں دیگر علمائے شیعہ اور اپنی حیثیت سے نمائندگی کرنے والی قوتیں باہم جمع ہوجائیں اور مرجع خود بنفس نفیس اس گروہ سے ربط رکھے تو اس صورت میں مرجع کا عمل موضوعی کہلائے گا۔

اگرچہ خود مرجعیت اپنے مقام پر امام (ع) کی نیابت کے اعتبار سے مرجع کے شخص ہی میں قائم رہے گی۔ البتہ ذات مرجع میں نیابت کا قیام وہ طریقہ اور اسلوب عمل معین نہیں کرے گا۔ یہ سب تو مقاصد اور عام مصلحتوں کی روشنی میں سامنے دکھائی دیں گی۔

اس موضوعی طریقۂ کار سے مرجع انفرادی طور پہ جدا ہونے سے بچ جائے گا اور نتیجہ کے طور پر ایک عظیم حقیقت سامنے آئے گی اور مرجع کی جانب سے نیابت کرنے والے اپنی تنظیم جو فیصلے مرجعیت صالحہ کی سونپی ہوئی ذمہ داریوں کو برداشت کرے اور اس کی سیاست کو نافذ کرنے میں یک جہتی اور عمل میں شرکت کا احساس پیدا کرے۔ اور بہت جلد یہ گروہ ان تنظیموں سے یکجا ہو جائے جو مرجعیت کے منصوبہ کو عملی جامہ پہنانا چاہتے ہیں اس طرح گزشتہ بات سے یہ بات مل جلائے گی۔

اگرچہ بعض وجہ سے انفرادی مرجعیت بہتر ہے جیسے جلد حرکت میں آنا، باضابطہ ہونا اور غیر مفید عناصر کا مرجعیت کے عملی منصوبہ بندی میں مداخلت سے محفوظ رہنا وغیرہ۔

اس کے باوجود اسلوب دوم کے وجوہات سے اہم اور بڑھ کر ہے۔ ہم اس مرجعیت کو جس میں انفرادی اسلوب عمل کو اپنایا گیا مرجعیتِ ذاتی کا نام دیتے ہیں اور اس مرجعیت

کو جس میں دوسرے افراد شریک ہوں اس کو مرجعیت موضوعی سے موسوم کرتے ہیں۔

اس طرح دونوں مرجعیت ذاتی اور موضوعی میں فرق حقیقی مرجع کے تعیّن میں نہیں اس لئے کہ شخص مرجع اپنے مقام پر امام (ع) کی نیابت کے اعتبار سے مرکز ہونے کی حیثیت سے تو ذاتی ہے البتہ فرق دونوں مراجع کے اسلوب عمل کو جاری رکھنے میں ہے۔

سوّم: صالح مرجعیت کو ایک طویل عرصہ کے لئے ہونا چاہیئے جو ایک شخص کی زندگی پر منحصر نہیں ہو سکتا۔

اور یہ ضروری ہے کہ اس بات کی ضمانت دی جائے تاکہ مرجعیت ہر دور کے اس انسانِ مومن میں جاری رہے جس میں مرجعیت صالحہ کے مقاصد کو پورا کرنے کی لیاقت موجود ہو۔ یہ تمام باتیں اس لئے ہیں تاکہ معاملہ الٹ نہ جائے اور مرجعیت خدانخواستہ غیر تسلی بخش ہاتھوں میں چلی جائے جو مرجعیت کے بلند مقاصد کا شعور نہ رکھتے ہوں۔

اور یہ ضروری ہے کہ باصلاحیت نئے مرجع کو ذمہ داری سونپنے کے لئے ماحول کو سازگار بنائے تاکہ وہ گزشتہ مرجع نے جہاں اپنا کام چھوڑا ہو وہاں سے آغاز کرے تاکہ پھر اس مرجع کو صفر (زیرو) کی جانب پلٹنا نہ پڑے اور جو ابتدائی مراحل

کے مشکلات پر رونما نہ ہوں۔

اس لیے مرجع کو چاہیئے کہ وہ گزشتہ جدوجہد کو محفوظ کرے تاکہ ان بلند مقاصد تک پہنچنے کے لئے جو طویل خاکہ کشی کی جاتی ہے مفید ثابت ہو۔

اور یہ سب کام اس وقت ہوگا جب ہم مرجع موضوعی کو تشکیل دیں چونکہ مرجع موضوعی کے دائرہ میں صرف مرجع ہی نہیں بلکہ مرجع ذاتی حیثیت سے اور اس کے ہمراہ موضوع یعنی وہ گروہ یا تنظیم بمع اپنے تمام وسائل جو ایک صحیح مرجع کے تعین کے لئے مصروف عمل ہیں موجود ہوں گے۔

اس صورت میں مرجع اگر گزر جائے تو وہ ذاتی شخصی اعتبار سے مرجاتا ہے مگر وہ موضوع باقی رہتا ہے جو اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ مرجع کی جگہ خالی ہوتے ہی باصلاحیت مرجع کو قائم کریں۔ اس عمل کے تسلسل سے اور اثر و نفوذ کو برقرار رکھنے سے یہ قدرت حاصل ہوگی کہ اس طرح سابقہ دو نقطے اس نقطے سے مل جائیں گے۔

باصلاحیت مرجع تک کے مراحل

مرجعیت کے تین اسٹیج ہیں:

۱۔ باقاعدہ مرجعیت کی ذمہ داری سنبھالنے سے پہلے۔

۲۔ وہ مرحلہ جب وہ رسالہ عملیہ چھاپے۔
۳۔ مرجع علیا یعنی بلند پایہ کا مرجع بن جائے جسے دینی امور پر تسلط حاصل ہو جائے۔

مذکورہ تین مراحل میں مرجعیت صالحہ کے بلند مقاصد موجود ہیں۔ مرحلہ اوّل میں عمل مسبق کو جاری رکھ سکتا ہے جس کی طرف ہم اشارہ کر چکے ہیں جو مرجعیت صالحہ کے لئے ضروری ہے۔ اور یہ بات فطری ہے کہ اس مرحلہ میں یہ مرجعیت اپنے عمل کے اعتبار سے انفرادی ہے اس لئے غیر رسمی اور اس کا دائرہ اختیار محدود ہونے کی وجہ سے یہ مرجعیت ذاتی ہو گی۔

اگرچہ ابتدائی مراحل میں مرجعیت عظمیٰ کی جانب ترقی کا پہلا قدم ہو گا اور نتیجہ میں مرجعیت موضوعی وجود میں آجائے گی۔ اس کو چاہیے کہ محدود وسائل کو فراہم کرے اور مرجع کے بعض کاموں میں مہارت حاصل کرے۔

مرحلہ دوم میں مرجع کو چاہیئے کہ وہ اس ذاتی حیثیت کو ترقی دے کر مرجع موضوعی تشکیل دے لیکن اس مرحلہ میں وہ مرجعیت موضوعی کے مسئلہ کا اعلان نہ کرے اگرچہ وہ لوگ جو فکری اعتبار سے پختہ ہیں ان سے تائید حاصل ہو گی مگر دوسری طرف ایسے بہت سے افراد ہوں گے جو ذہنی اعتبار سے اس امر کو سمجھنے سے قاصر ہوں گے۔ وہ مرجع سے دور ہوں گے۔ اس طرح یہ بات ضروری

ہو گی کہ پہلے مرجعیت موضوعی کے مسئلہ کو سامنے پیش کیا جائے مگر یہ عمل اتنی مقدار میں مرجعیت کے اس بلند مقاصد کی تکمیل کے لیے کافی نہیں ہے بلکہ فطری طریقہ تو یہ ہے کہ مرجعیت موضوعی کے مسئلہ اور اس کے مقاصد کی تحقیق کے لئے تنظیموں کو تشکیل دے اور ان اداروں کی مدد سے تدریجی طور پر رفتہ رفتہ عمل موضوعی کو سامنے لائے اس طرح باہمی ربط کی بنا پر آخری مرحلہ میں مرجعیت کے لیے تمام وسائل فراہم ہو جائیں۔

مرجعیت کے اسلوب میں اسے موضوعی بنانے کے لیے جو ترقی پسندانہ رجحان اپنے رفتار عمل سے چند عوامل کے ذریعہ ملت کی فکری، سیاسی اور حوزہ میں مرجعیت موضوعی کی قوتوں کو متاثر کرے گی جو اپنے امت میں وجود اور تعلق کے اعتبار سے قبول اور عدم قبول فکر مرجعیت صالحہ کے ساتھ موجود ہے۔

اور یہ ضروری ہے کہ ان تمام عوامل کو مدنظر رکھے اور مرجعیت کی ترقی کی راہ میں جب عمل جاری ہو اس بات کا خیال رہے اور تحفظ فراہم کرے کہ خود مرجعیت ذاتی طور پر ٹکرا نہ جائے کہیں ایسا نہ ہو معاملہ برعکس ہو جائے اور خود نقصان اٹھائے ہاں اگر کوئی اہم بات یہ تقاضا کرے جیسے کوئی خاص معاملہ سامنے آنے کی امید ہو اگرچہ تمہیدی طور پر کیوں نہ ہو یہ امر کامیاب رہے گا اور یہ اس نقصان سے بڑھ کر مفید ثابت ہو گی جو مرجعیت صالحہ کے اجزا کو پراگندہ کر دے گی۔